منشی عیسیٰ بھائی ابراہیم (بھروچ) انڈیا

آسمانِ علم و فضل کا روشن ستارہ

مجھ جیسے تہی مایہ علم وعمل، بے زبان، عجمی انسان کا ہرگز ہرگز یہ کام نہیں کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ جیسے پیکر علم وفضل پر عظمت وباوقار عالم دین جیسی شخصیت پر قلم اٹھاؤں۔ مگر ڈیوز بری (یو۔کے) سے میرے محترم ومحبّ خاص مولانا یعقوب اسماعیلی قاسمی صاحب نے اطلاع دی کہ ماہنامہ ''بینات'' مولانا قدس سرہ پر ایک نمبر شائع کررہا ہے اور تاکیداً لکھا کہ مولانا قدس سرہ کے بارے میں اپنے تاثرات لکھو۔ ایسے محبت خاص کے سامنے معذرت طلب کرکے خط کے جواب کا انتظار ممکن ہی نہ تھا۔ پس متوکلاً علی اللہ چند کلمات قارئین کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قیام ڈابھیل کے زمانہ میں کاوی ہی کے اپنے ایک شاگرد رشید کی دعوت پر میرے وطن (کاوی ضلع بھروچ) تشریف لائے۔ کاوی کی بڑی مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے قصد سے پہنچے اور بعد نماز جمعہ حضور والا کی تقریر بھی اسی مسجد میں طے ہوئی تھی، اسی مسجد میں ان کی آمد سے قبل زور زور سے اجتماعی طور پر سورہ کہف قبل الجمعہ پڑھنے کا رواج تھا۔ اسی طریقہ پر زور زور سے سورہ کہف پڑھی جارہی تھی اور لوگ اپنے وقتی سنن بھی ادا کررہے تھے۔ حضرت والا نے مسجد میں تشریف لاتے ہی منع کرتے ہوئے فرمایا کہ آہستہ پڑھیں، تاکہ سنن ادا کرنے والوں کی نماز میں خلل نہ ہو۔ تاہم بعض حضرات اپنی ضد پر قائم رہے اور زور سے پڑھتے رہے۔

بعد نماز جمعہ حضرت والا تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ: ارادہ تو دوسرے ہی مضمون کے بیان کرنے کا تھا، مگر حالات نے مجھے سورہ کہف ہی پر کچھ بولنے پر مجبور کردیا ہے! پھر حضرت والا نے سورہ کہف کے فضائل کی بے شمار احادیث بیان فرمائیں۔ اور آخر میں یہ بھی واضح کردیا کہ ان فضائل کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں

سندرلال نے اسلام کے بارے میں اپنے ذاتی خیالات کا اظہار فرمایا ہے جو قطعاً غلط اور بے بنیاد ہیں، مجھے ان دو صاحبوں سے بھی شکایت ہے جو ڈائس پر سے اٹھ گئے۔ کیا اسلام ایسا تنگ مذہب ہے کہ اسلام کے بارے میں کسی کے نجی خیالات کو سن بھی نہ سکے۔ پنڈت جی کی تقریر بقول ان کے ایک ''مجذوب کی بڑ'' کے سوا کچھ بھی نہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جمعیۃ علماء ہند وحدت ادیان کی ہرگز ہرگز قائل نہیں ہے۔ متحدہ قومیت اور وحدت ادیان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سن کر حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مسرت وخوشی سے کھل اٹھا۔ اور مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمانے لگے کہ: دیوبند میں طلباء کی انجمن میں تمام طلباء کی تقریر ہو جانے کے بعد اخیر میں حضرت مجاہد ملت (رحمۃ اللہ علیہ) تقریر فرماتے اور طلباء کی تقاریر پر نقد وتبصرہ فرماتے کہ: فلاں صاحب کی تقریر عمدہ تھی۔ مگر فلاں بات مناسب نہ تھی اور فلاں بات کو اس طرح بیان کرنا چاہئے تھا۔ وغیرہ۔

حضرت مولانا مرحوم کا حافظہ

اس اجلاس کے بعد ہم چاروں (مفتی مہدی حسن رحمۃ اللہ علیہ، نور میاں، احقر اور ذات والا بابرکت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ) مراد آباد گئے۔ مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدنی کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے ہم کو اپنا مہمان بنالیا اور دو پہر کو بہت پر تکلف دعوت دی۔ ہم نے بازار سے مراد آبادی برتن خریدنے کے لئے بازار جانے کو کہا تو انہوں نے انکار فرمایا اور ہر قسم کے برتنوں کے نمونے گھر منگوائے، اور تاجر کو بھی گھر بلالیا۔ حضرت والا نے بہت سے برتن خریدے۔ شام کو مولانا عبدالحق صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کی شان میں اپنا عربی قصیدہ سنایا جو کافی لمبا تھا۔ غالباً سو ۱۰۰ کے قریب اشعار تھے' یہ دونوں بزرگ سنتے رہے اور تعریف وتوصیف بھی فرماتے رہے۔ چونکہ ہمیں سویرے دہلی جانا تھا' اس لئے رات مسافر خانے میں گذاری۔ راستے میں تانگہ میں مفتی مہدی حسن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مرحوم میں عربی قصیدے کی بات شروع ہوئی۔ دونوں نے صرف ایک ہی مرتبہ یہ قصیدہ سنا تھا' مگر اشعار پڑھتے جاتے اور تعریف کرتے جاتے۔ مگر ایک دو اشعار کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا کہ: اس کے بجائے اس طرح ہوتا تو قصیدہ کو چار چاند لگ جاتے وغیرہ۔ ضعف دماغ وحافظہ کے اس دور میں یہ قوت حافظہ حیرت کی بات ہے۔

حضرت مولانا مرحوم کی وجاہت

اس سفر میں جب ہم دہلی اسٹیشن پر اترے تو وہاں سامان رکھنے والوں کا ایک بہت بڑا مجمع ہوگیا تھا۔

حضرت نے فرمایا کہ: کیا ہم بھی یہاں سامان رکھ دیں؟ ہم نے کہا کہ: سہولت تو اسی میں ہے۔ حضرت اترے میں نے دیکھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وجاہت کا یہ عالم تھا کہ لوگ از خود حضرت کو جگہ دے دیتے تھے اور حضرت کی عالمانہ شان اور وقار اور چہرہ کا رعب دیکھ کر حیرت میں رہ جاتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ چند منٹ میں سامان رکھوا کر رسید لے کر ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ وہاں سے ہم مدرسہ امینیہ پہنچے۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ طلباً کو حدیث پڑھا رہے تھے۔ ہم کو دیکھ کر درس بند کر کے ہم سے ملے۔ کھانا تیار کروایا۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آزادی کے بعد دہلی میں جو فسادات ہوئے اور اس زمانے میں حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہؒ نے جو قربانیاں دی اور جس جانبازی اور ہمت وجرأت سے مسلمانوں کی خدمت کی وہ سناتے جاتے اور روتے جاتے تھے۔ فرمایا کہ: آہ! میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں ان قربانیوں کو بیان کرسکوں۔ واقعی وہ مجاہد ملت تھے۔

حضرت مولانا کی مہمان نوازی اور اخلاق

موصوف حج کے مبارک سفر سے واپس ہوئے تو احقر حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب راجپوری مدظلہ کی معیت میں ڈابھیل ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ بے حد محبت ومسرت کا اظہار فرمایا اور پر تکلف دعوت کے ساتھ قسم قسم کی عمدہ مدنی کھجوریں اور آب زمزم سے اپنے قلب میں نور کی کیفیت محسوس کی۔ واپسی میں ہمیں وداع کرنے سورت تک تشریف لائے اور ہم دوران سفر حضرت کے علم سے مستفید ہوتے رہے۔ ایک دفعہ بڑودہ میں جمعیت علماء صوبہ گجرات کی میٹنگ تھی، احقر نے خط لکھا کہ میں بھروچ اسٹیشن سے حضرت کی معیت میں سوار ہو جاؤں گا، چنانچہ میں بھروچ سے ٹرین میں سوار ہوا تو حضرت نے ٹرین ہی میں ضلع سورت کے بہترین وعمدہ آم کاٹ کر سامنے رکھ دیئے۔

دہلی کے سفر کے دوران حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شدید انکار کے باوجود ہمارے بستر بچھا دیتے۔ ٹرین سے اتر کر چائے اور دوسری کھانے کی چیزیں خرید لاتے اور ہم میں سے کسی کو کسی کام میں مدد بھی نہ کرنے دیتے۔ واپسی پر تقریباً شام کے پانچ بجے ''رتلام'' اسٹیشن پر پہنچے تو حضرت والا اتر کر چائے لینے تشریف لے گئے تو غیر مسلم بھائیوں کی ایک جماعت ہمارے پاس آ کر پوچھنے لگی کہ یہ کون صاحب ہیں؟۔

واقعی حضرت مولانا کی وجاہت اور عالمانہ شان دیکھنے والوں کو متحیر ومتاثر کر دیتی تھی:

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ